ظفر اقبال: رجحان ساز شاعر

Zafar Iqbal: The Trendsetter Poet

Konab Ghazanfar
21103026-075@uskt.edu.pk
M.Phil. Scholar Urdu, University of Sialkot, Sialkot, Pakistan

KEYWORDS

Zafar Iqbal
Reject Tradition Diction
and Tone Expression
Word Arrangement
Revolt Poetic Trend

DATES

Received	**08-11-2022**
Accepted	**25-12-2022**
Published	**29-12-2022**

QR CODE

ABSTRACT

Zafar Iqbal has created new era in Urdu poetry. His different expression of writing gives new outlook to readers. His words arrangement isn't traditional but his sincere and unconditional efforts towards poetry has created new aroma for readers of Urdu literature. The way he rejected traditional poetic trend and introduced different style to express inner and outer expression of feelings. Although he revolted from tradition yet he presented reality of life in his own way. We will try to explore his unique style of poetry, wording of verses, arrangement of words and his impression on poems in 21st century. We will also try to know how Zafar Iqbal try to convey his feelings through his unique diction and tone in the modern Urdu poem.

DOI:
http://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/68

تقریباً پچاس ویں دہائی کے وسط میں اردو شاعری میں ایک جیسے موضوعات اور روایتی انداز سے ہٹ کر شاعری کا جدیدیت کی طرف باقاعدگی سے آغاز ہوا اگر روایتی شاعری وہی سمجھی گئی جہاں شاعر نے پورے کلاسیکی اصول اور روایات کو استعمال کرتے ہوئے شعر کہے۔ جدید اردو شاعری کے بارے میں جب بھی پڑھا جائے گا، ظفر اقبال کی خدمات کو یاد کیا جائے گا۔ غزل ان کی بنیادی طاقت ہے۔ انہوں نے اردو اور فارسی کلاسیکی شاعروں کو متوجہ کیا کہ وہ جدیدیت کے اپنے ورژن تیار کریں۔ ظفر زبان سے

کھیلنے کا ہنر جانتے ہیں۔ انہوں نے اپنی حدوں کو آزمایا کہ یہ کتنا برداشت کر سکتے ہیں۔ قانون کے ادارے سے وابستہ ہونے کی وجہ سے وہ انصاف اور ناانصافی کے درمیان مگن رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں احتجاج کا عنصر نمایاں موجود ہے۔ 'اب تک کلیات (جلد چہارم)' میں لکھتے ہیں:

مجھے یقین ہے، سراسر یہیں سے غائب ہے
جو آسمان کا ٹکڑا زمین سے غائب ہے
ہے ایک بار ہمیں پھر اس آستاں کی تلاش
نشان سجدہ جو اپنی جبیں سے غائب ہے
میں دیکھتا ہوں بلندی سے، اور ، صورت شہر
کہیں کہیں پہ ہویدا ، کہیں سے غائب ہے(۱)

ظفر اقبال کی ابتدائی شاعری، خاص طور پر غزل میں کلاسیکی جھلک جابجا نمایاں ملتی ہے۔ کچھ لوگ ان کو غالب جیسا بڑا شاعر کہتے ہیں۔ اور کچھ ان کو اردو کا غیر سنجیدہ شاعر کہتے ہیں۔ اس بارے میں اپنے ایک کالم "دال دالیا میں کہتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ اگر (میرے) خلاف لکھا ہے تو اس میں کونسی قیامت آ گئی ہے، میں ایک پبلک پراپرٹی ہوں، اور جو کچھ میں لکھتا ہوں اور کہتا ہوں اس پر رائے دینے کا حق ہر کسی کو حاصل ہے۔ مخالف بھی اور موافق بھی، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ موافق رائے ہی آپ کی مخالف ہوتی ہے۔ کیوں کہ موافق اور تعریفی رائے ہی آپ کے راستے کی دیوار بن جاتی ہے۔ جو آپ کو تبدیل ہونے اور آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔"(۲)

جس دور میں ظفر اقبال شاعری کی طرف متوجہ ہوئے اس دور میں میراجی، فیض احمد فیض اور ن م راشد کا سکہ چلتا تھا۔ ان کے کلام کا اگر فکری و فنی جائزہ لیا جائے تو قارئین کے لیے یہ بات حیرات ناک ہے کہ ان کے کلام کا زیادہ حصہ ڈھیلے ڈھالے مصرعوں اور حشو وزوایدسے آلودہ نظر آتا ہے. ظفر اقبال کا یہ ماننا ہے کہ اچھے مصرے نثری ترتیب میں ہونے کے ساتھ برملا اور بغیر تکرار کے ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان کی شاعری میں اس طرح کی بات نہیں ہے انھوں نے حسہ الامکان کوشش کی کہ اپنے وقت کی غزل کی روح کے اظہار کے ساتھ نئی نسل کے لیے فلسفیانہ لہجہ اور تخلیقی سوچ کو ابھارا جائے۔ جدید غزل سازی کی بات کی جائے تو ان کا نام ذہین میں خود بخود آ جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں:

بہت سلجھی ہوئی باتوں کو بھی الجھائے رکھتے ہیں
جو ہے کام آج کا کل تک اسے لٹکائے رکھتے ہیں
تغافل سا روا رکھتے ہیں اس کے سامنے کیا کیا
مگر اندر ہی اندر طبع کو للچائے رکھتے ہیں

ہماری جستجو سے دور تر ہے منزل معنی
اسی کو کھوئے رکھنا ہے جسے ہم پائے رکھتے ہیں(۳)

ظفر اقبال ایسے تخلیق کار ہیں جنھوں نے اندرونی کشاش کو بام عروج پر دکھایا۔ انھوں نے غزلوں میں مسائل اور حالات پر اس طرح لکھا کہ قارئین کو ان کی شاعری سے لطف اندوز ہونے کے لیے خاص فکری مزاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی شاعری میں روزمرہ کی دلچسپ اور زندگی کی خوب صورت جھلک بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ یہ اپنے دور کے وہ شاعر ہیں جن کی شاعری میں لفظیات سے چھیڑ چھاڑ کی ہے۔ وہ نامانوس لفظیات کو غزل سے ہم آہنگ کرواتے اور صرفی قواعد اور اسرار و رموز سے باخبر ملتے ہیں۔ انھوں نے پرانے اور فرسودہ الفاظ سے ہٹ کر نئے موضوعات کو غزل بند کیا۔ جس کی مثال کچھ یوں ہے:

رخ زیبا ادھر نہیں کرتا
چاہتا ہے مگر نہیں کرتا
سوچتا ہے مگر سمجھتا نہیں
دیکھتا ہے نظر نہیں کرتا
بند ہے اس کا در اگر مجھ پر
کیوں مجھے در بدر نہیں کرتا (۴)

انھوں نے شعری و لسانی اجتہاد پر ایک ساتھ زور دیا۔ وہ اپنی سہولت کے مطابق الفاظ کا استعمال کرتے اور ایک واحد لفظ کے آگے "الف" لگا کر واحد کی جمع بنا لیتے ہیں۔ لفظوں کے ہیر پھیر میں آپ بے جان لفظوں کو زندگی بخشتے رہے ہیں۔ زبان کی تشکیل کے بارے میں خوب کہتے ہیں:

"اس بات کا امکان پیدا کیا جائے کہ پاکستان کے صوبوں میں بولی جانے والی بولیوں اور اردو کے باہمی فاصلے کو اس حد تک کم کر دیا جائے کہ جس کے نتیجے میں صرف اردو تشکیل پذیر ہو جائے کہ مقامی زبانیں کس حد تک باقی رہتے ہوئے بھی اس اردو میں حد تک گھل مل جائیں کہ اصل شناخت اردو ہی کو ارزانی رہے"(۵)

آب رواں جیسے شہکار پر انہیں خدائے سخن تو نہیں مانا جاسکتا اسی لیے ظفر صاحب نے شاعری میں ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی، جس کے وہ، بغیر شرکت کے، غیرے خدا ہو سکتے تھے. گلافتاب اس نئے سلسلے کی پہلی کڑی تھا. مگر اس کے لیے ضروری تھا کہ ان کو "خدائے سخن" ماننے والے لوگ بھی موجود ہوں. "آب رواں" کے بارے میں ایک مکالمے لکھتے ہیں:

"آب رواں میرے نزدیک اس وقت بھی اور آج بھی ایک طرح کی مشق سخن سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتی۔ بے شک "آب رواں" اس وقت جدید غزل میں ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کے

بارے میں اکثریت کا دعوی بھی یہی ہے، لیکن کیا میر امنتہائے مقصود جدید غزل کو ایک موڑ مہیا کرنا تھا"(٦)

ظفر اقبال کی حسب اردو غزل میں یکتا اور منفرد ہے۔ ان کی غزلوں میں موضوعاتی اور لسانی چھیڑ چھاڑ کی گی۔ انھوں نے اپنی غزلوں میں غالب سے الگ روش اختیار کرتے ہوئے متانت، سنجیدگی اور ہنر مندی سے اپنا مقام بنایا۔ انھوں نے مقامی زبان کو اہمیت دیتے ہوئے اپنے کلام میں پنجابی الفاظ کا استعمال خوب شاندار طریقے سے کیا۔ ان کے کلام کا انداز اور طریقہ منفرد اور دلچسپ ہے۔ جیسے وہ 'آب رواں' میں کہتے ہیں:

خوشی ملی تو یہ عالم تھا بدحواسی کا
کہ دھیان ہی نہ رہا غم کی بے لباسی کا
چمک اٹھے ہیں جو دل کے کلس یہاں سے ابھی
گزر ہوا ہے خیالوں کی دیو داسی کا
گزر نہ جا یوں ہی رخ پھیر کر سلام تو لے
ہمیں تو دیر سے دعوی ہے روشناسی کا (٧)

اردو اداب میں شائد ہی کوئی ظفر اقبال جیسا شاعر ہو جس نے اپنے کلام میں موضوعات سے اس قدر جذباتی وابستگی، شغف اور زمین سے لگاؤ کا ثبوت بہم پہنچایا جیسے انھوں نے۔ ان کے یہاں خارجیت، داخلی کیفیات سے مل کر اس کی مکمل ترجمانی کرتی ہیں:

یہاں کسی کو بھی کچھ حسب آرزو نہ ملا
کسی کو ہم نہ ملے اور ہم کو تو نہ ملا
غزال اشک سر صبح دوب مژگاں پر
کب آنکھ اپنی کھلی اور لہو لہو نہ ملا (٨)

حقانی القاسمی ایک کالم۔"صحرا سمندر اور سراب(ظفر اقبال کی شاعری پر ایک نوٹ)" میں ظفر اقبال کی شعری خصوصیات کے بارے میں کچھ ایسے اظہار کرتے ہیں:

" ظفر اقبال ظفر کی غزلیہ شاعری کا کسی بھی تنقیدی زاویے سے مطالعہ کیا جائے تو وہ ان تمام معیارات پر کھری اترے گی جو اچھی اور عمدہ شاعری کے لیے متعین کیے گئے ہیں۔ موضوع کی معنویت، اسلوب کی حلقب اور زبان کی صفائی اور سلاست کے اعتبار سے بھی ظفر اقبال ظفر کی شاعری پختہ نظر آتی ہے۔ ان کے یہاں کلاسیکی شعریات کی پاس داری کے ساتھ ساتھ نئی شعریات اور نئے شعور کا اظہار بھی ہے۔

انھوں نے بہت سی تحریکوں کے عروج وزوال کو بھی دیکھا ہے مگر ان کی شاعری کسی تحریک کے زیر اثر نہیں ہے۔ جدیدیت کے پیش کردہ وجودی مسائل کا اثر ضرور ہے مگر جدیدیت کی اسیری نہیں ہے۔ ان کی پوری شاعری فطرت اور مظاہر کائنات کے ارد گرد طواف کرتی ہے۔ ان کا شعری مجموعہ 'نمود سبز' نقوش فطرت کا تخلیقی مظہر ہے۔ ان کی شاعری میں وہی رموز و علائم، تشبیہات و استعارات اور لفظیات ہیں جن کا فطرت سے گہرا رشتہ ہے۔"(۹)

جیسا کہ ظفر اقبال لکھتے ہیں:

بہت کچھ ہو سکتا ہے ، مگر کچھ بھی نہیں ہو گا
مجھے معلوم ہے اس پر اثر کچھ بھی نہیں ہو گا
مسافت میں کسی لا حاصل کا رنگ ہے شامل
کریوں لگتا ہے ، انجام سفر کچھ بھی نہیں ہو گا (۱۰)

ظفر اقبال نے صدیوں پرانی غزل کو بدل کر رکھ دیا۔ ظفر اقبال کا پہلا شعری مجموعہ نے بڑے بڑے شعراء کو حیرت میں ڈال دیا۔ ظفر اقبال غزل کے میدان میں اپنے ہمعصر شعرا کو زیر ہونے پر مجبور کر دیا۔ ظفر اقبال نے بین الاقوامی سطح پر شہرت و عزت حاصل کی۔ شعر و ادب میں زبان اور فن کے نئے تجربے کیے اور نت نئے اسالیب سے غزل کی صنف روشناس کروائی۔

ان کی غزل سرائی کے ابتدائی دور میں لسانی تشکلات کے رجحانات نے "جدید غزل" کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ مختلف زبانوں کے الفاظ کو غیر فن کارانہ انداز سے غزل میں شامل کر کے داد وصول کی۔ انہوں نے غزل میں لفظیات میں معنویت کی تازگی شامل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ فن کے اسرار و رموز سے آشنائی تخلیق کار نئے الفاظ کے قالب میں نئی روح پھونک کر انہیں حیات نو کی لذت سے سرشار کر سکتا ہے۔

انہوں نے اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات اور کیفیات و احساسات کو جس فنی اہتمام کے ساتھ غزل میں شامل کیا ہے اس میں کہیں بھی تصنع اور بناوٹ کو دخل نہیں۔ ان کی غزلوں میں غزل کی روایت اپنے تمام تر رنگوں کے ساتھ عکس ریز ہوتی ہے۔ انہوں نے جدید اردو غزل کو صرف تحفظ ہی فراہم نہیں کیا بلکہ اس میں اپنے زمانے کا رنگ بھی شامل کر کے اس کی جمالیات میں اضافہ کیا ہے۔ ان کی غزل میں ایسے آرائشی اور زیبائشی عنصر شامل ہیں جو چونکانے اور متوجہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، ان کے ہاں تشبیہات و استعارات اور تراکیب و محاورات کا استعمال کمال ہنر مندی سے ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار میں وہ سرشاری اور لطافت ہے جو دیر تک قلب و نظر کو اپنی گرفت سے آزاد نہیں ہونے دیتی۔ الفاظ کے دروبست اور مصرعوں کی سب میں ان کا فنی تجربہ اور تخلیقی ریاضت جھلکتی ہے۔ ظفر اقبال کی سنجیدہ اور کھری شاعری نے قارئین کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ ناصر عباس نیر لکھتے ہیں۔

" ظفر اقبال کی شاعری، شاعری کی نئی شعریات وضع کرنے پر اکساتی، اس بات سے قطع نظر کہ جدید اور مابعد جدید اردو غزل کے لئے اس نئی شعریات کی کیا معنویت ہے، اہم بات یہ ہے کہ نئی شعریات

> کے بغیر ہم ظفر اقبال کی غزل کا مطالعہ نہیں کر سکتے اور یہاں مقصود غزل کا ایسا مطالعہ ہے جو صرف سطحوں اور قسموں کو یا اسالیب کے تنوع ہی کی نشان دہی نہیں کر تا بل کہ اسالیب و معانی کے پورے نظام کو گرفت میں لیتا ہے۔ اور ان کے تمام سوالات کے جوابات مہیا کر تا ہے جو تجربہ پسند اور تنوع شعار متن ظفر کے مطالعے سے عموماً پیدا ہوتے ہیں"(۱۱)

ظفر اقبال جدید غزل کی تشکیل کا مقصد یہ بتانا ہے یہ ایسی صنف سخن ہے جس کا ترجمہ کرنا مشکل ترین کام ہے۔ ظفر صاحب اردو غزل کی شعری روایت کے تربیت یافتہ ہیں۔ مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ کبھی کبھار غزل میں مشکل اور پیچیدہ الفاظ کے استعمال سے بوجھل بنا دیتے ہیں ۔انہوں نے اپنے ہر شعری مجموعے کو اظہار و بیان کے لحاظ سے مختلف پیش کیا۔ اور کسی بھی چیز کو بار بار دہرانے سے گریز کیا۔ شائد یہ ہی وجہ ہے کہ انھوں اپنے لسانی و تشکیلی کام کو بھرپور توجہ دی اور اس کی ترقی و نشوونما کا سلسلہ جاری رکھا۔ پاکستان اور بھارت میں ان کے کلام پر جرائد اور رسالے لکھے گئے ہیں۔ ظفر اقبال ایسے شاعر ہیں جنھوں نے جدید غزل کے بنیاد ساز ہونے کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں ایک مختلف رنگ بھرنے اور منفرد عکس پیدا کرنے کے لیے ایک عرصہ تک کوشش کی، اور شاعری کے لیے نیا شعور اور نیا اسلوب اختیار کرنے میں کامیاب ہوئے۔

حوالہ جات

۱. ظفر اقبال، اب تک کلیات (جلد چہارم)، ملٹی میڈیا افیئرز، لاہور، ۲۰۱۲ء ص:۲۴۰۴

۲. ظفر اقبال، دال دلیا' بعنوان "شاعری، متنازع شاعری اور آلو گوشت" روزنامہ دنیا، لاہور، ۲۵، اگست ۲۰۱۵ء

۳. ظفر اقبال، اب تک کلیات (جلد چہارم)، محولہ بالا، ص:۲۳۹۲

۴. ظفر اقبال، غبار آلود سمتوں کا سراغ،، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص:۲۷

۵. ظفر اقبال، "حالہ نثر بشنو" (غیر مطبوعہ تنقیدی کتاب)

۶. مکالمہ (کتابی سلسلہ ۳۱)، اکادمی بازیافت، کراچی، اپریل ۲۰۱۷، ص:۱۳۴

۷. ظفر اقبال، آب رواں، والی آسی، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص:۳۶

۸. ظفر اقبال، آب رواں، ایضاً، ص:۳۱

۹. حقانی قاسمی، کالم "صحرا سمندر اور سراب (ظفر اقبال کی شاعری پر ایک نوٹ)"، نقد و تبصرہ، ۳۱ دسمبر ۲۰۲۱

۱۰. ظفر اقبال، غبار آلود سمتوں کا سراغ، محولہ بالا، ص:۹۵

۱۱. ناصر عباس نیر، (مضمون)، شعریات ظفر: چند باتیں (کلیات ظفر۔ جلد چہارم) محولہ بالا، ص:۲۳۶۱

References in Roman Script

1. Zafraqbal, Abtak Kaliyat (Vol. IV), Multimedia Affairs, Lahore, 2012, P 2404
2. Zafar Iqbal, Dal Daliya' Entitled "Shairi, Mutnazia Shair aur Aaloo Gosht", Daily Dunia, Lahore, August 25, 2015
3. Zafar Iqbal, Abtak Kalyat (Volume IV), Mohola Bala, P 2392
4. Zafar Iqbal, Ghubar Aalood Samtoon ka Soragh, Lahore, 1988, P 27
5. Zafar Iqbal, "Hala Nasr Bishnu" (Unpublished critical book)
6. Mokalma (Book Series 31), Academy Bazyaft, Karachi, April 2017, P 134
7. Zafar Iqbal, Aab-e-Rawan, Walli Asi, Lahore, 1978, P 36
8. Ibid, P 31
9. Haqqani Qasmi, Column "Sahra Samudran Aur Sarab (A Note on Zafar Iqbal's Poetry)", Naqd-o-Nazar, 31 December 2021
10. Zafar Iqbal, Ghubar Aalood Samtoon ka Soragh, Mohola Bala, p: 95
11. Nasir Abbas Nair, (Essay), Shearyat-e-Zafar: Chand Batain, (Kuliyat Zafar. Vol. IV) Mohola Bala, P 2361